مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ الامداد لاہور پاکستان

مدیر مسئول
(مولانا) مشرف علی تھانوی

مدیر
ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی

جلد ۱۷ | جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ | اپریل ۲۰۱۶ء | شمارہ ۴

ادب الاعلام

اطلاع دینے کے آداب

ازافادات

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات و حواشی: ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی

قیمت فی پرچہ =/۲۰ روپے زرسالانہ =/۲۰۰ روپے

ماہنامہ الامداد لاہور

۳۵۴۲۲۲۱۳
۳۵۴۳۳۰۴۹

پتہ دفتر
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ
۲۹۱۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

ناشر: (مولانا) مشرف علی تھانوی
مطبع: ہاشم اینڈ حماد پریس
۲۰/۱۳ ریٹی گن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ لاہور پاکستان

ادب الاعلام

اطلاع دینے کے آداب

نمبرشمار	عنوانات	صفحہ
۱......	تمہید	۷
۲......	گھنٹہ کے جواز کا حکم	۸
۳......	محقق کی نظر وسیع ہوتی ہے	۹
۴......	ائمہ کے اختلاف کا حکم	۱۱
۵......	حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب	۱۲
۶......	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مغز حدیث پر مبنی ہیں	۱۳
۷......	اتباع رائے کے باوجود دعویٰ عمل بالحدیث	۱۴
۸......	عامی کو ہر صورت میں مجتہد کی تقلید واجب ہے	۱۵
۹......	حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال کا سبب	۱۶
۱۰......	مجتہد کا قول بغیر دلیل کے نہیں ہوتا	۱۷
۱۱......	مجتہد کسے کہتے ہیں	۱۸
۱۲......	مجتہدین نے ہی حقیقت دین کو سمجھا ہے	۱۹
۱۳......	ضرورت تقلید	۱۹
۱۴......	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذوق اجتہادی	۲۰

۱۵.....	آزادی کے نتائج	۲۱
۱۶.....	بیعت مروجہ کی مصلحت	۲۲
۱۷.....	استیلاء کافر موجب ملک ہے	۲۳
۱۸.....	غیر مقلدین کی آمین	۲۴
۱۹.....	آمین کی تین قسمیں	۲۵
۲۰.....	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بالحدیث	۲۵

وعظ

ادب الاعلام

اطلاع دینے کے آداب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے ۲۱ صفر ۱۳۳۵ ہجری کو دوران سفر ریاست مجھولی ضلع گورکھپور کے قصبہ بڑھل ہاتھی پر جاتے ہوئے راستہ میں گفتگو شروع ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ بعدازاں ایک مکمل تقریر کی صورت اختیار کرگئی۔

ابتداءً جانوروں کے گلے میں جو گھنٹہ ڈالا جاتا ہے اس کے جواز وعدم جواز پر کلام فرمایا پھر ائمہ مجتہدین کے باہمی اختلاف کی نوعیت کو بیان کرنے کے بعد تقلید کے واجب ہونے کو ثابت کیا۔ اور اپنے کو مجتہدین کی تقلید سے آزاد کرنے کے نقصانات کو وضاحت سے بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وعظ کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خلیل احمد تھانوی

۸۔ دسمبر ۲۰۱۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید:

تقریر حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمپ زہر پور ضلع گورکھپور مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۳۵ھ روز دوشنبہ شروع سات بج کر ۳۲ منٹ صبح وختم پونے نو بجے درراہ بڑھل (۱) گنج مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کل وقت ایک گھنٹہ ۱۳ منٹ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ میں حضرت والا کا سفر بغرض تبدیل آب و ہوا اور ملاقات اپنے بھائی صاحب منشی اکبر علی صاحب (مرحوم) منیجر ریاست مجھولی ضلع گورکھپور کے ہوا چونکہ منشی اکبر علی صاحب دورہ پر تھے اور مقام زہر پور میں قیام تھا اس واسطے حضرت والا وہیں تشریف لے گئے وہاں سے ایک قصبہ بڑھل گنج قریب میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں کے لوگوں کے اشتیاق ظاہر کرنے کی وجہ سے یہ تجویز ہوئی کہ صبح کو وقت ہوا خوری (۲) اسی طرف تشریف لے چلیں چنانچہ منیجر صاحب نے ہاتھی کھچوادیا (۳) اور حضرت والا مع چار خدام کے بڑھل گنج کو روانہ ہوئے ہاتھی پر گھنٹہ بھی تھا راستہ میں اسی پر گفتگو شروع ہوئی اور اس تقریر کو ایسا امتداد ہوا (۴) کہ بڑھل گنج پہنچ کر مسجد میں بھی دیر تک منقطع (۵) نہ ہوئی اور ڈیڑھ گھنٹہ تک سلسلہ جاری رہا چونکہ مضمون نہایت معنی خیز تھا اس واسطے دل چاہا کہ یہ تقریر علیحدہ دیگر مواعظ کی طرح ضبط ہوجائے اور احقر نے حضرت سے عرض کیا کہ اس کا نام بھی علیحدہ تجویز فرمادیا جاوے۔ چنانچہ حضرت نے مجموعہ مضامین پر خیال فرما کر ادب الاعلام تجویز فرمادیا جس کی مناسبت مطالعہ تحریرا ہذا سے بخوبی واضح ہوجائے گی اور بمناسبت بڑھل گنج لقب اس کا کنز نامی (۶) تجویز فرمایا۔

---

(۱) بڑھل گنج کے راستہ میں (۲) صبح کی سیر کرتے وقت (۳) ہاتھی کی سواری تیار کرادی (۴) اتنی لمبی تقریر ہوئی (۵) دیر تک چلتی رہی (۶) بڑھتا خزانہ۔

گھنٹہ کے جواز کا حکم

فرمایا اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ گھنٹہ جائز ہے(۱) یا ناجائز ترجیح اس کو دی ہے کہ جائز ہے احقر نے عرض کیا حدیث میں تو اس کی ممانعت آئی ہے فرمایا اس میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے اس کو معلل بعلت (۲) سمجھا اور کسی نے غیر معلل مجوزین نے علت اس کی تفاخر قرار دی ہے جہاں یہ علت نہ ہو وہاں حکم منع بھی نہ رہے گا چنانچہ فقہانے لکھا ہے کہ راستہ والوں کو خبر کرنے کے لئے یا جانور کو نشاط میں لانے کے لئے درست ہے ہاں جہاں کوئی فائدہ نہ ہو اور صرف تفاخر رہ جائے تو درست نہیں جیسے امراء اکثر صرف نمود اور ارفع شان کے لئے لگاتے ہیں (۳) معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کی ایجاد تو غرض صحیح کے لئے تھی پھر اس میں نمود اور تفاخر شامل ہو گیا اور اب تک بھی غرض صحیح اس میں موجود ہے چنانچہ میں نے ایک گاڑی بان سے پوچھا کہ تم لوگ گھنٹہ اور ٹالیں کیوں لگاتے ہو کہا تجربہ ہے کہ اس سے بیل چلتے زیادہ ہیں اور ہاتھی کے گھنٹہ سے راستہ والوں کی اطلاع کے علاوہ یہ بھی فائدہ ہے کہ آبادی میں کو جاوے تو وہ عورتیں پردہ کریں جس کے مکانوں کی دیواریں پست ہیں محدثین نے اس کی علت صرف یہ سمجھی ہے کہ جرس (۴) ہے اس واسطے منع فرمایا گیا تھا کہ دشمن کو خبر نہ ہو جائے یہ علّت سوائے جہاد کے اور کہیں نہیں پائی جاتی، اس واسطے سوائے مجاہدین کے قافلہ کے اور کہیں ان کے نزدیک منع نہ ہوگا اور فقہاء نے علت تفاخر (۵) کو سمجھا لہذا جس جگہ بھی یہ علت ہو منع ہوگا تو فتویٰ محدثین کا اس بارے میں اوسع ہے فقہاء سے محدثین کا مطمح نظر روایت ہوتی ہے اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں جیسے غنا، محدثین کے نزدیک

---

(۱) جانور کے گلے میں گھنٹی ڈالنا جو چلتے وقت بجتی رہے (۲) اس ممانعت کی علت یہ بیان کی کہ تفاخر کی وجہ سے منع ہے جہاں یہ نہ ہو جائز ہے (۳) امراء عموماً اپنی شان ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں جیسے آج کل گاڑیوں میں ہوٹر بجتا ہے (۴) گھنٹی ہے (۵) فخر و بڑائی کو سمجھا۔

بلا مزامیر جائز ہے کیونکہ حدیث میں لفظ معازف کا آیا ہے اور فقہاء کے نزدیک بلا مزامیر بھی جائز نہیں کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں اور وہ خوف فتنہ ہے وہ جیسے مزامیر (۱) میں ہے غنائے صرف میں بھی موجود ہے محدثین موقع نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشا حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک حکم کو متعدی کرتے ہیں۔

محقق کی نظر وسیع ہوتی ہے

پھر ایک مضمون کے سلسلہ میں محققین کا ذکر ہوا اس پر فرمایا محقق کی نظر بہت وسیع ہوتی ہے وہ حقیقت کا جویاں (۲) ہوتا ہے لایعنی (۳) باتوں میں پڑنا نہیں چاہتا صحابہؓ کی شان بھی یہی تھی ان کے آپس کے اختلافات دیکھ کر شبہ ہوسکتا ہے کہ ان کے کیسے اخلاق تھے چنانچہ بعض جاہل ان حضرات پر اعتراض کرتے ہیں لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جہاں موقعہ اتحاد کا ہوتا تھا وہاں ایسے ایک جان دو قالب ہوتے تھے کہ کہیں دنیا میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے یہ دونوں باتیں کیسے جمع ہوسکتی ہے کہ اخلاق ایسے خراب ہوں کہ ایسی ایسی منازعتیں ان میں ہوں اور دوسرے وقت وہی حضرات ایسے ایک دل ہو جائیں گویا منازعت (۴) کا ان میں مادہ ہی نہیں ضرور ہے کہ وہ منازعت فساد (۵) و اخلاق پر مبنی نہ تھی بلکہ تحقیق پر مبنی تھا دو محقق جو انتہا درجہ کے محقق ہوں بہت کم ایک بات پر متفق ہوسکتے ہیں یہ بات ظاہراً بعید (۶) ہی معلوم ہوتی ہوگی لیکن بالکل صحیح ہے اور یہ کچھ دین ہی پر موقوف نہیں دنیا کی باتوں میں بھی دیکھ لیجئے کسی فن کو اٹھا کر دیکھئے دو محققین کی رائے کبھی موافق نہ ہوگی طبی مسائل میں جالینوس کی تحقیق اور ہے اور شیخ کی اور ہے اور بقراط کی اور ہے یہ اختلاف کیوں ہے ظاہر ہے کہ یہ سب ائمہ فن تھے اور ان کو طب کی ترقی کی کوشش تھی طب کے ساتھ ان کو عداوت (۷) نہ تھی پھر ان کے

(۱) گانے بجانے کے آلات (۲) متلاشی ہوتا ہے (۳) بیکار باتوں (۴) جھگڑے کا مادہ ہی نہیں ہے (۵) آپس میں مخالفت کسی فساد کی وجہ سے نہیں بھی بلکہ دونوں کی تحقیق الگ الگ تھی اس لئے باہم اختلاف ہوا (۶) بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے (۷) دشمنی۔

اختلاف کے کیا معنی انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اختلاف اسی اصول پر مبنی ہے کہ دو محقق کی رائے متفق نہیں ہوتی محققین کی شان ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں اور حقیقت کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں اور احاطہ سب پہلوؤں کا یہ خدا کا کام ہے تو ایک ایک پہلو پر نظر جاتی ہے اس لئے ایک دوسرے سے اتفاق نہیں کرتا وسیع النظر (۱) اتنا ہوتا ہے کہ دوسرے محقق کی نسبت کوئی برا لفظ بھی کہنا پسند نہیں کرتا ائمہ و مجتہدین کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہے کہ آپس میں اتنا اختلاف ہے کہ ایک صاحب ایک چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے اسی کو حرام کہتے ہیں یہ کتنا بڑا اختلاف ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ حالت بھی انہیں کی ہے کہ امام شافعی کا ادب امام ابوحنیفہ کے ساتھ مشہور ہے دیکھئے اتنا اختلاف اور اتنا اتحاد اس اختلاف کی وجہ سوائے غایت درجہ کے محقق (۲) ہونے کے کچھ نہیں ہے اور محقق ہمیشہ وسیع النظر ہوتا ہے اور ایک شان محقق کی یہ ہوتی ہے کہ فضول مباحثہ (۳) سے بچتا ہے اور غیر محقق اور غبی (۴) سے گفتگو نہیں کرتا بلکہ اگر غبی سے گفتگو ہو تو ذرا میں خاموش ہو جاتا ہے جس کو عوام ہار جانا سمجھتے ہیں اسکی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اس کے پاس دلیل نہیں اور یہ کہ وہ واقع میں ہار گیا بلکہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ ناحقیقت شناس (۵) کو سمجھانا وہ مشکل سمجھتا ہے اور ہار مان جانے کو سہل (۶) سمجھتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک سوانکھا (۷) شخص آفتاب کو دیکھ رہا ہے اور ایک مادر زاد اندھا (۸) آفتاب (۹) کا انکار کر رہا ہے اگر وہ اندھا اس سوانکھے سے الجھے کہ آفتاب کے ہونے کا کوئی ثبوت لاؤ تو وہ کیا ثبوت دے سکتا ہے اس کو یہ کہنا سہل ہے کہ میں ہارا اور تو جیتا آفتاب کا وجود نہ سہی تو اپنے خیال میں خوش رہے میں اپنے خیال میں خوش ہوں اب بتائیے کہ یہ سوانکھا شخص ہارا ہوا ہے یا جیتا ہوا آج کل

(۱) نظر میں اتنی وسعت ہوتی ہے (۲) سوائے انتہائی محقق ہونے کے اور کچھ بھی نہیں (۳) بیکار بحث (۴) بے وقوف (۵) جو حقیقت کو نہ سمجھتا ہو (۶) آسان (۷) آنکھوں والا (۸) ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہونے والا (۹) سورج۔

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ہم حق کے متلاشی ہیں اور یہ لوگ ائمہ کے ساتھ اختلاف مسائل میں بے ادبی کرتے ہیں اور اس اختلاف کی بناء احادیث کی مخالفت بتلاتے ہیں اگر ان کی بات کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہو جاوے کہ تحقیق کا تو پتہ بھی نہیں نہ تحقیق کے لائق علم اور نہ تحقیق کا ارادہ صرف اس مخالفت کی بناء ہوائے نفسانی پر ہے کس درجہ سب وشتم (۱) صالحین کے بارے میں کرتے ہیں۔

ائمہ کے اختلاف کا حکم

ائمہ کا اختلاف تو بلاشبہ اختلاف امتی رحمۃ میں (۲) داخل تھا اور ان لوگوں کا اختلاف ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۳) کی جنس سے ہے بس آج کل خیریت ہے تو سلف کے اتباع (۴) ہی میں ہے اور رائے کو دخل دینے میں مفاسد ہی مفاسد ہیں (۵) تجربہ ہے کہ اتباع سے نکل کر آدمی بڑی دور پہنچتا ہے حتی کہ بعض اوقات اسلام سے نکل جاتا ہے دیکھئے رائے پر عمل کرنے سے بڑے بڑوں سے ایسی غلطی ہوتی ہے کہ امام رازی نے حدیث (لم یکذب ابراھیم الاثلث کذبات) (۶) سے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ کذب انبیاء علیہم السلام سے محال ہے (۷) اور جمہور نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کذب میں تاویلیں کی ہیں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ تاویل کی ضرورت ہی نہیں رکھی لیکن کس قدر فاحشہ (۸) غلطی کی کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ایک ایسی حدیث کو جو سند صحیح سے ثابت ہے ایسے اشکالوں کی وجہ سے رد کر دیا جاوے تو اس کا باب

---

(۱) نیک لوگوں کو کتنی گالیاں دیتے ہیں (۲) میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے (۳) مسلمانوں کے راستہ کے خلاف کا اتباع کرتے ہیں۔ سورۃ النساء:۱۱۵ (۴) بزرگوں کے اتباع ہی میں خیر ہے (۵) نقصان ہی نقصان ہے (۶) التفسیر الکبیر: ۱۵۶/۷ مسند الامام احمد: ۱۷۷/۲، الترغیب والترھیب للمنذری: ۴۹۱/۲ بلفظ لا یستجیب لعبد دعاہ عن ظھر قلب غافل تین مقامات کے سوا حضرت ابراہیم نے جھوٹ (بطور توریہ) نہیں بولا (۷) انبیاء کا جھوٹ بولنا ناممکن ہے (۸) کتنی بڑی غلطی کی۔

مفتوح (۱) ہوتا ہے کہ ہر شخص کو مجاز ہوگا کہ جس حدیث میں اپنے نزدیک کوئی اشکال پائے اس کو رد کردے (۲) اس سے تمام دین کی اساس (۳) ہی منہدم ہوتی ہے ایسے امام سے یہ غلطی کس وجہ سے ہوئی صرف اتباع رائے سے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب

میرا ایک خواب ہے جو موافقت قواعد صحیحہ کی وجہ سے میرے نزدیک خوب ہے (۴) اور اس سے اچھا فوٹو اس مبحث کا شاید ہی ملے میرے دل میں کھٹک پیدا ہوئی اور یہ زمانہ طالب علمی دیوبند کا ذکر ہے کہ غیر مقلد اپنے ہر مدعا (۵) پر حدیث پیش کرتے ہیں جو ہمارے امام کے خلاف ہوتی ہے شاید ان ہی کا طریق حق ہو خواب دیکھا کہ میں دہلی میں ایک محدث میاں صاحب کے مکان پر ہوں دیکھا کہ وہاں چھاچھ (۶) تقسیم ہورہی ہے مجھے چھاچھ کا شوق ہے انہوں نے مجھ کو بھی دی مگر میں نے نہیں لی۔ بس آنکھ کھل گئی معاً (۷) تعبیر ذہن میں آئی کہ علم کی صورت رؤیا میں لبن ہے (۸) جیسا کہ حدیث میں موجود ہے اور چھاچھ کی صورت تو دودھ کی ہے مگر حقیقت بالکل مغائر ہے (۹) معنی اور مغز اس میں نہیں پس یہ سمجھ میں آیا کہ ان کا طریقہ صورت دین تو ہے مگر اس میں معنی دین بالکل ندارد ہے (۱۰) یہ لوگ امام صاحب پر خلاف حدیث کا اعتراض کرتے ہیں۔ امام صاحب نے بھی حدیث کے خلاف کوئی بات نہیں کہی مگر معنی اور مغز (۱۱) کو لے کر اور یہ لوگ صرف صورت سے (۱۲) شبہ کرتے ہیں تو یہ معارضہ معارضہ حدیث نہ

---

(۱) دروازہ کھلتا ہے۔ یعنی راستہ نکلتا ہے (۲) کہ جس حدیث میں اس کو کوئی اشکال ہو اس کا انکار کردے (۳) بنیاد ہی گر جاتی ہے (۴) بہترین ہے (۵) ہر دعویٰ پر (۶) کچی لسی (۷) فوراً (۸) خواب میں اگر کوئی دودھ پیتا دیکھے تو اس کی تعبیر حصول علم سے دی جاتی ہے (۹) کچی لسی ہوتی تو دودھ کی طرح ہے لیکن اس میں دودھ کی حقیقت نہیں پائی جاتی (۱۰) ان کا طریقہ دین کی صورت تو ہے لیکن اس میں حقیقت دین نہیں ہے (۱۱) امام صاحب نے حدیث کے معنی کا اعتبار کیا ہے (۱۲) حدیث کے ظاہری الفاظ کی وجہ سے شبہ کرتے ہیں۔

ہوا بلکہ معارضہ معنی وصورت حدیث (۱) ہوا اور ایسا ممکن ہے جیسا کہ میں چند نظیروں (۲) میں دکھاتا ہوں۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود امر (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام پر حد جاری نہ کی اس سے کوئی ظاہر بین کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث کی مخالفت کی جیسا کہ یہ لوگ ہر بات میں امام صاحب کو طعنہ دیتے ہیں کہ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں لیکن معنی فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گو ظاہر حدیث کی مخالفت کی لیکن حقیقت میں مخالفت نہیں کی اور ان کو یہی کرنا چاہئے تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اسی کی تصویب (۴) فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ از روئے کتاب وسنت غیر زانی پر حد نہیں ہوسکتی جبکہ وہ غلام مقطوع الذکر (۵) تھا تو اس سے زنا ممکن ہی نہیں تھا پھر حد کیسی انصاف سے کہئے کہ تعمیل حدیث یہ ہے یا وہ ہوتی۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال مغز حدیث پر مبنی ہیں

اسی طرح امام صاحب کے اقوال ہیں کہ وہ مغز (۶) حدیث پر مبنی ہیں اور ان لوگوں کے اقوال صرف صورت حدیث پر مغز کا نام بھی نہیں اور وہ بھی دو چار مسئلوں میں، میں نے قنوج میں ایک مرتبہ وعظ کہا اور کچھ رسوم مروجہ کے متعلق گفتگو کی منصف غیر مقلدوں نے کہا کہ آج معلوم ہوا کہ متبع سنت ہم بھی نہیں صرف دو چار سنن پر عمل کر رکھا ہے۔

(۱) تو یہ حدیث کی مخالفت نہیں بلکہ معنی سمجھنے میں اختلاف ہے (۲) اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے باوجود (۴) اس کو صحیح قرار دیا (۵) اس غلام کا آلہ تناسل کٹا ہوا تھا اس وجہ سے اس سے زنا کا ارتکاب ممکن ہی نہیں تھا اس لئے اس پر شرعاً حد جاری نہیں ہوتی تھی اس لئے حضرت علیؓ نے باوجود حد جاری کرنے کا حکم دینے کے اس پر حد جاری نہیں کی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو صحیح قرار دیا۔ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوئی (۶) حدیث کی روح اور حقیقت۔

اتباع رائے کے باوجود دعویٰ عمل بالحدیث

اسی طرح ایک غیر مقلد گندھی(۱) نے کہا کہ ہم لوگوں میں احتیاط بالکل نہیں ہے ہمارا عمل بالحدیث صرف آمین بالجہر اور رفع یدین (۲) میں ہے اس کے سوا کسی عمل کی طرف ہمارا ذہن ہی نہیں جاتا چنانچہ میں عطر میں تیل ملا کر بیچتا ہوں اور واقعی متقی جس کو کہتے ہیں وہ ان میں ایک بھی نہیں الا ماشاء اللہ یہ کیسی گہری بات ہے اس میں سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیوں ان میں متقی نہیں ہوتے جبکہ ہر بات میں عمل بالحدیث کا دعویٰ ہے، وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک کے پابند نہیں ہیں، ذرا کوئی بات پیش آئی سوچ کر کسی ایک روایت پر عمل کرلیا اور روایتوں میں سے انتخاب کرنے کے لئے اپنی رائے کو کافی سمجھا، پس اس کو صورۃً تو چاہے کوئی اتباع حدیث کہہ لے، مگر جب اس کا منشا رائے پر ہے تو واقع میں اتباع رائے ہی تو ہوا۔ اتباع ہونے سے بچنا جب ہی ہوتا ہے جب ایک سے بندھ (۳) جائے، ورنہ نرے دعوے ہی دعوے ہیں، مقلدین میں بہت سے لوگوں کی حالت اچھی نکلے گی بخلاف غیر مقلدین کے کوئی شاذ ونادر متقی نکل آئے تو نکل آئے، ورنہ بہت سے حیلہ جو اور نفس پرور ہیں ابوحنیفہ سے بندھتا ہے نفس ورنہ چھچھوندر کی طرح یہ ہانڈی جاسونگھی وہ ہانڈی جا سونگھی (۴) یوں کوئی محتاط بھی نکل آئے لیکن حکم اکثر پر ہوتا ہے اچھے اچھوں کے حالات ٹٹول کر دیکھ لئے ہیں اتقاء(۵) ایک میں بھی نہ پایا، الا ماشاء اللہ اس کا اقرار خود ان کے گروہ کو بھی ہے، ہاں اگر کوئی احتیاط کرے اور مختلف اقوال میں سے احوط پر عمل کرے تو اس کو اتباع نفس وہوی (۶) نہ کہیں گے اور اس میں فی نفسہ کوئی حرج بھی نہیں لیکن اول تو ایسا کرتا کون ہے اور یہ بہت

(۱) عطار (۲) زور سے آمین کہتے اور نمازوں میں ہاتھ اٹھاتے (۳) کسی ایک امام کی تقلید کرے (۴) جیسے چھچھوندر چوہے کی طرح کا ایک جانور جو مختلف پتیلوں میں منہ ڈالتا رہتا ہے اسی طرح غیر مقلد بھی کبھی ایک کا اتباع کرتا ہے کبھی دوسرے کا (۵) پرہیزگاری وتقویٰ (۶) اس کو اپنی خواہش کا اتباع کرنے والا نہیں کہیں گے۔

مشکل ہے، کوئی کر کے دیکھے تو معلوم ہو کہ کس قدر دشواریاں پیش آئیں گی اور ایسے محتاط کو بھی اجازت اس واسطے نہ دیں گے کہ دوسروں پر اثر برا پڑتا ہے۔ اس کی احتیاط کی تقلید تو کوئی نہ کرے گا، ہاں اس کی عدم تقلید کی تقلید کرلیں گے(۱) اور پھر وہی اتباع ہویٰ باقی رہ جائے گا، ہاں اگر یہ شخص گمنام جگہ ہو اور اطمینان ہو کہ دوسروں پر اثر نہ پڑے گا تو اس کا معاملہ اللہ پر ہے اگر اس کی نیت سچی ہے اور خوف خدا سے احوط(۲) کو اختیار کرتا ہے تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ایسی نظیر شاید ایک بھی ملنا مشکل ہے یہ صرف توسیع عقلی ہے۔

عامی کو ہر صورت میں مجتہد کی تقلید واجب ہے

مفتی صاحب نے پوچھا کہ اگر عامی شخص کو کسی مسئلہ میں ثابت ہوجائے کہ مجتہد کا قول حدیث کے خلاف ہے تو اس وقت میں حدیث پر عمل کیوں جائز نہ ہوگا ورنہ حدیث پر قول مجتہد کی ترجیح لازم آتی ہے فرمایا یہ صرف فرضی صورت ہے عامی کو یہ کہنے کا منصب ہی کہاں ہے کہ مجتہد کا قول حدیث کے معارض ہے(۳) اس کو حدیث کا علم مجتہد کے برابر کب ہے نیز وہ تعارض اور تطبیق کو مجتہد کے برابر کیسے جان سکتا ہے تو اول تو یہ صورت فرضی ہے کہ قول مجتہد حدیث کے معارض ہو پھر میں تنزل کر کے کہتا ہوں کہ اگر اس عامی شخص کا قلب گواہی دیتا ہو کہ اس مسئلہ میں مجتہد کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو اس صورت میں بھی ترک تقلید جائز نہیں اس کی نظیر یہ ہے(۴) کہ طبیب سے نسخہ لکھواتے ہیں تو اس نسخہ کو غلط کہنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے عامی تو عامی کوئی دوسرا طبیب بھی اس نسخہ کو غلط نہیں کہہ سکتا دوسرا نسخہ دوسرا طبیب تجویز کردے لیکن اس نسخہ کو غلط کہنے کا مجاز نہیں اس وقت تک کہ اس نسخہ کو

(۱) اس کے تقلید نہ کرنے کی تقلید کریں گے (۲) جس بات میں زیادہ احتیاط دیکھے (۳) عام آدمی کو یہ کہنے کا حق ہی نہیں ہے کہ مجتہد کا قول حدیث کے خلاف ہے (۴) مثال۔

بالکل صریح غلط نہ ثابت کر سکے دوسری تجویز کے بہت سے وجوہ ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ یہ بھی ایک وجہ ہوتی ہے کہ ایک دہلی کا تعلیم یافتہ ہے دوسرا لکھنو کا۔ لکھنو کا طرز مطب اور ہے اور دہلی کا اور، اور اوزان ادویہ تک میں فرق ہے تو ایک دہلی کے تعلیم یافتہ کو لکھنو کے نسخہ کو صرف اس وجہ سے غلط کہہ دینا کہ اس کے اوزان میں فرق ہے کیسے درست ہوسکتا ہے علیٰ ہذا مجتہدین کے اختلاف کے وجوہ بھی بہت ہیں بعض وقت رائے کا اختلاف موضع (۱) کے اختلاف سے بھی ہوجاتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال کا سبب

چنانچہ امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فقہ جدید اور ہے قدیم کے منضبط کرنے کے بعد انہوں نے مصر کا سفر کیا تو بہت سے اقوال میں تغیر کرنا پڑا جیسا فقہ کے جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں اس کی یہ وجہ نہیں کہ سفر کرنے سے دلیلیں بدل گئیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ سفر سے لوگوں کے حالات کا تجربہ مزید حاصل ہوا۔ جس سے بہت سے مواقع جرح کے معلوم ہوئے جو پہلے معلوم نہ تھے پہلے حکم اور تھا اور جرح معلوم ہونے کے بعد ظاہر ہے کہ وہ حکم بدلنا ضروری ہوا اسی طرح بہت سی رایوں میں اختلاف ہوا غرض وجوہ اختلاف کا احصاء مشکل ہے لوگوں نے اس کے واسطے قواعد منضبط ضرور کئے ہیں (جن کو اصول فقہ کہتے ہیں) لیکن وہ قواعد خود محیط نہیں اس کی مثال علم نحو کی ہے جس میں کلام کی ترکیب کے قواعد منضبط کئے گئے ہیں اور یہ علم بہت مفید ہے لیکن تاہم اس کے انضباط کا مقصود یہ نہیں کہ اہل زبان اس کے پابند ہوں اور اس لئے اس کے احاطہ پورا کیا گیا ہو بلکہ محض غیر اہل زبان کے واسطے اہل زبان کا کلام سمجھنے اور ان کے ساتھ مکالمت (۲) کرنے کا آلہ ہے پس اگر اہل زبان سے کوئی کلام ایسا ثابت ہوجائے جس میں قواعد نحو جاری نہ ہوسکیں تو یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ اہل زبان نے غلطی

(۱) جگہ کے اختلاف کی وجہ سے رائے بدل جاتی ہے (۲) ان کے ساتھ بات چیت کرنے کا ذریعہ ہے۔

کی بلکہ یہ کہا جاوے گا کہ علم نحو میں اتنا نقصان تھا کہ یہ قاعدہ ضبط سے رہ گیا۔

مجتہد کا قول بغیر دلیل کے نہیں ہوتا

اسی طرح مجتہد کو اصول فقہ سے الزام دینا صحیح نہیں ہوسکتا بلکہ ایسے موقع پر جہاں مجتہد کا قول اصول پر منطبق نہ ہوتا ہو یہ کہنا چاہئے کہ علم اصول ناقص رہا اس تقریر کے بعد یہ کہنا ذرا مشکل ہے کہ مجتہد کے پاس اس کے قول کی کوئی دلیل نہیں اس واسطے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر قلب ذرا بھی گواہی دے کہ مجتہد کے پاس اپنے قول کی دلیل ہوگی تو ترک تقلید جائز نہ ہوگا۔ اگرچہ درجہ امکان عقلی میں یہ بھی ہے کہ مجتہد کے پاس دلیل نہ ہو یا اس نے غلطی کی ہو جیسے کہ درجہ امکان میں یہ بھی ہے کہ طبیب کیسا ہی بڑا ماہر کیوں نہ ہو غلطی کرسکتا ہے لیکن اگر ایسی فرضی صورتوں سے مجتہد کا اتباع چھوڑ دیا جائے تو کارخانہ دین درہم برہم ہوجائے جیسا کہ اسی کی نظیر یعنی امر معالجہ میں یہ فرضی صورت جاری کرنے سے کہ طبیب معصوم نہیں ہے غلطی کرسکتا ہے اور اس کا اتباع چھوڑ دینے سے امر معالجہ درہم برہم ہوتا ہے وہاں تو امر معالجہ کا نظام قائم رکھنے کے لئے یہ بات عام طور سے مان لی گئی ہے کہ طبیب زہر بھی کھلائے تو چوں وچرا نہ کرنا چاہئے حالانکہ یہ عقل کے خلاف ہے جب ایک چیز کو زہر کہا تو زہر کے معنی قاتل نفس ہے(۱)۔ پھر اس کے کھانے کے جواز کے کیا معنی، مگر اس جملہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ زہر جو طبیب کھلاتا ہے اس کو نہ اس واسطے کھالینا چاہئے کہ وہ زہر ہے، بلکہ اس واسطے کہ گو وہ صورۃً زہر ہے، مگر حقیقت میں زہر نہیں طبیب پر اطمینان ہے کہ وہ قاتل نفس شئے(۲) نہ کھلائے گا اسی طرح جب ایک شخص کو مجتہد مانا گیا تو (لفظ تو برا ہے) مگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تو اس کے زعم میں خلاف دلیل بات بھی بتلائیے تو کرلی جائے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ طبیب

(۱) نفس کو ہلاک کرنے والا (۲) ایسی کوئی چیز نہیں کھلائے گا جو نفس کی ہلاکت کا باعث ہو۔

زہر بھی کھلائے تو کھالینا چاہئے جو تاویل وہاں تھی وہی یہاں بھی ہے کہ طبیب زہر نہیں کھلائے گا ایسا ہی مجتہد خلاف دلیل بات نہ بتلائے گا۔ پھر یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ مجتہد کے پاس اپنے قول کی دلیل نہ ہوگی۔ اسی وجہ سے میں نے یہ کہا اگر قلب ذرا بھی گواہی دے کہ مجتہد کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوگی تو ترک تقلید جائز نہیں البتہ کوئی متبحر (۱) عالم اگر کسی مسئلہ کو خلاف دلیل سمجھے تو اس کا سمجھنا معتبر ہوگا۔

مجتہد کسے کہتے ہیں

اس پر مفتی صاحب نے پوچھا کہ مجتہد کس کو کہتے ہیں جبکہ ایک شخص کو مسئلہ کا علم دلیل سے ہے تو اس مسئلہ کا یہ بھی مجتہد ہے پھر یہ کیسے کہا جائے گا کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید لازم نہیں جواب دیا کہ لغۃً تو ہر شخص کچھ نہ کچھ مجتہد ہے اس بناء پر تو تقلید سے آزاد کرنے کا انجام یہی ہے کہ تقلید بالکل نہ رہے حالانکہ یہ بلانکیر جاری ہے اس کی ایک مثال ہے کہ مال دار ہمارے عرف میں کس کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مال دار ہے میں پوچھتا ہوں ایسا کون شخص ہے جو مالدار نہیں لغۃً تو مال دار وہ شخص بھی ہے جس کے پاس ایک پیسہ جھوٹی کوڑی بھی ہو تو جو احکام مالداروں کے ساتھ متعلق ہیں دنیا کے ہوں یا دین کے ہر ہر شخص پر جاری ہونے چاہئیں زکوٰۃ کا مطالبہ بھی ہونا چاہئے اور خراج اور محصول بھی بادشاہ کو ہر شخص سے لینا چاہئے فما ھو جوابکم فھو جوا بنا (۲) اسی طرح لغۃً مجتہد ہر شخص سہی لیکن وہ مجتہد جس پر احکام اجتہاد جاری ہوسکیں اس کے واسطے کچھ شرائط ہیں جن کا حاصل ایک ذوق خاص شریعت کے ساتھ حاصل ہوجانا ہے جس سے وہ معلل اور غیر معلل (۳) کو جانچ سکے اور وجوہ دلالت یا وجوہ ترجیح کو سمجھ سکے اور یہ اجتہاد ختم ہوگیا پس ایک مسئلہ کی دلیل جان لینے سے اس مسئلہ کا وہ محقق تو نہیں ہوگیا پھر محقق کے اتباع کو

(۱) بڑے درجہ کا فقیہ عالم (۲) اس بات کا جو جواب تم دو گے اس مسئلہ میں ہمارا بھی وہی جواب ہے (۳) جس سے اس مجتہد کو یہ پتہ لگ جائے کہ یہ حکم کسی علت کی بنا پر ہے یا بغیر علت۔

وہ کیسے چھوڑے گا جیسے کہ محدث درجہ عبور میں ہر شخص ہوسکتا ہے لیکن کمال اس کا بعض افراد پر ختم ہوگیا اب کوئی محدث موجود نہیں ﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے)

مجتہدین نے ہی حقیقت دین کو سمجھا ہے

آج کل جو لوگ اجتہاد کے مدعی ہیں ان سے ایسی فاحش غلطیاں ہوتی ہیں کہ ہر شخص کا قلب ان کے غلطی ہونے کو تسلیم کرلیتا ہے جیسے کہ آج کل کوئی کچھ سندیں بنا کر محدث بننا چاہے تو اس کی محدثیت تسلیم نہیں کی جاتی آج کل تو سلامتی اسی میں ہے کہ اجتہاد کی اجازت نہ دی جائے نظم دین جو کچھ ہوگیا اس سے اس میں بڑا اخلل پڑتا ہے (۱) میں تو کہتا ہوں کہ آج کل وہ زمانہ ہے کہ اگر کسی کام کو درجہ اولویت (۲) پر کرتے ہیں عوام کے فساد کا احتمال ہو تو اس وقت خلاف اولیٰ کرنے والا مثاب (۳) ہوگا نظیر اس کی قصہ حطیم ہے جو حدیث میں موجود ہے (۴) یہ میری تقریر ایسی ہے جس سے تقلید کی حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین ہی نے دین کی حقیقت کو سمجھا ہے۔

ضرورت تقلید

پس جو لوگ تارک تقلید ہیں وہ کہنے کو تو ائمہ کے خلاف ہیں مگر درحقیقت دین کے خلاف ہیں اس کی بناء صرف خودرائے پر ہے اور اتباع ہویٰ اور (۵) اعجاب سب جانتے ہیں مہلک چیزیں ہیں جس کا جی چاہے تجربہ کرکے دیکھ لے کہ تارکین تقلید میں

(۱) خرابی واقع ہوتی ہے (۲) اولیٰ ہونے کی وجہ سے (۳) اگر اولیٰ پر عمل کرنے سے عوام کے خراب ہونے کا ڈر ہو تو خلاف اولیٰ پر عمل کرنا صحیح و درست (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دل چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ کو بناء ابراہیمی کے مطابق ڈھا کر دوبارہ بنادوں اور حطیم جس کو مشرکین مکہ نے کعبہ سے خارج کردیا ہے اس کو داخل کعبہ کردوں لیکن لوگ اس سے غلط مطلب لیں گے اس لئے نہیں کرتا معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے بگڑنے کے خوف سے خلاف اولیٰ پر عمل گوارا کیا (۵) اپنی رائے پر عمل کرنا ھوائے نفسانی کا اتباع اور عجب و تکبر کا برا ہونا سب کو معلوم ہے۔

اکثر یہ دونوں مرض رگ و پے میں گھسے ہوئے ہوتے ہیں ہمارا علم کچھ بھی نہیں ہم سے بڑوں نے اور ان لوگوں نے جن کا علم مسلم ہے کیوں تقلید کو اختیار کیا معلوم ہے کہ ہماری رائے غلط اور متہم (۱) ہے تقلید شخصی چھوڑ کر گنجائشیں نکالی جاویں تو نتیجہ اس کا بہت ہی جلد آزادی نفس پیدا ہوجاتا ہے، ان میں سے بعض نفس کے نزدیک اجتہاد ہی کوئی چیز نہیں، بدوں نص کے ان کے نزدیک کوئی حکم ہی ثابت نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذوق اجتہادی

حالانکہ احادیث میں اس کے ثبوت بہت ملتے ہیں دیکھئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذوق اجتہادی ہے تو جس پر ایسا اطمینان ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بشارت سے (۲) روک دیا اور یہ روکنا عنداللہ مقبول رہا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نص پر کسی طرح ترجیح نہیں ہوسکتی مگر ان کے ذوق اجتہادی ہی نے بتادیا تھا کہ یہ بشارت نظم دین میں مخل ہوگی (۳) اور باوجود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دلیل پیش کرنے کے اس شدومد سے تردید کی کہ ان کو دھکا دے کر گرا بھی دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ سارا قصہ پیش ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجرم کیوں نہ ہوئے اس قصہ سے اجتہاد کا بدیہی ثبوت ملتا ہے یہ کوئی کچا محل نہیں ہے دین کی اہل اجتہاد نے من گھڑت باتوں پر بنا نہیں رکھی ہے، ان کے یہاں تو خودرائی کا تو کام ہی نہیں جیسے کہ مجتہدین دوسروں کو پابند بناتے ہیں خود بھی پابند ہیں کوئی بات بلا قرآن وحدیث کے نہیں کہتے تو ان کی تقلید قرآن وحدیث کی تقلید ہوئی نام اس کا چاہے کچھ رکھ لو جیسا صرف ونحو پڑھنے والا اولاً تو مقلد ہے اخفش اور سیبویہ کا، لیکن اخفش وسیبویہ خود موجد زبان (۴) نہیں بلکہ مقلد ہیں اہل زبان کے واسطے صرف ونحو پڑھنے والا درحقیقت مقلد ہوا، اہل

(۱) ہماری رائے کا کوئی اعتبار نہیں (۲) حضرت عمرؓ نے ان کو روکا جبکہ وہ لوگوں کو یہ خوشخبری دینے جارہے تھے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا۔ جس کی حضور نے ان کو اجازت دی تھی (۳) انتظام دین میں رخنہ اندازی کا باعث ہوگی (۴) زبان ایجاد کرنے والے۔

زبان کی یہ کیسی غلطی ہے کہ مقلد فقہاء کو تو تارک قرآن و حدیث کہا جاوے اور مقلد اخفش وسیبویہ کو تارک زبان نہ کہا جاوے، یہ مضامین یاد رکھنے کے ہیں ہر وقت ذہن میں نہیں آتے، ابن تیمیہ کی ایک کتاب ہے دفع الملام عن الائمۃ الاعلام اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وجوہ دلالت کے اس قدر کثیر ہیں کہ کسی مجتہد پر یہ الزام صحیح نہیں ہوسکتا کہ اس نے حدیث کا انکار کیا، یہ کتاب دیکھنے کے قابل ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن القیم استاد شاگرد ہیں، دونوں بڑے عالم ہیں بعض افاضل کا ان کے بارے میں قول ہے کہ علمھما اکثر من عقلھما(۱) یہ دونوں حنبلی مشہور ہیں مگر ہیں نہیں حنبلی ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے خود مجتہد ہونے کے مدعی ہیں ایسا محقق کسی بات میں ائمہ مجتہدین کا خلاف کرے تو مضائقہ بھی نہیں۔

آزادی کے نتائج

اور یہ تھوڑا ہے کہ بولنے تک کی تمیز نہیں اور ائمہ کے منہ آنے لگے ایک شخص کہتا تھا کہ بلاقرأت فاتحہ نماز کیسے ہوسکتی ہے حدیث میں تو ہے کھداج کھداج (خداج خداج) ایسے بیہودوں سے تو کلام بھی کرنے کو دل نہیں چاہتا ایک صاحب کنیدہ میں ملے اور پوچھا کہ ترک فاتحہ پر کیا دلیل ہے مجھے معلوم ہوا کہ یہ بھی ایسی ہی لیاقت رکھتے ہیں جیسے کھداج والا تھا مجھے سخت گراں گذرا کہ ان کے ساتھ کیا مغز ماروں میں نے کہا پہلے یہ بتایئے کہ یہ مسئلہ اصول میں سے ہے یا فروع میں سے کہا فروع میں سے ہے میں نے کہا آپ کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دین کی تحقیق کی طرف خاص توجہ ہے جبکہ ایک فرعی مسئلہ کی طرف اس قدر توجہ ہے تو اصول کی طرف اور زیادہ ہوگی۔ اصول کی تو آپ شاید پوری تحقیق کر چکے ہوں گے اور اب فروع کی طرف متوجہ ہوئے ہیں پس اصل الاصول توحید ہے اس کو آپ ضرور دلیل سے تحقیق کر چکے ہوں گے اگر ایسا ہے تو میں چند شبہات توحید پر پیش کرتا ہوں ذرا ان کا حل تو کر دیجئے اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ توحید کو

(۱) ان دونوں کا علم ان کی عقل سے بڑھا ہوا ہے۔

کسی کی تقلید سے مان لیا ہے تو آپ دلیل سے تحقیق نہیں کر سکتے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ اصول میں تو تقلید کی اور فروع میں تقلید نہیں کرتے حالانکہ اصول زیادہ اہم ہیں تقلید سے خلع عنان (۱) کرنا اول تو مجتہدین کی سب وشتم کی طرف مفضی ہوتا ہے پھر صحابہ کے سب وشتم کی طرف پھر سب رسول اللہ ﷺ کی طرف پھر حق تعالیٰ پر بھی کبھی نوبت پہنچتی ہے اور مولانا فتح محمد صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک غیر مقلد حدیث پڑھا رہے تھے اور جہاں حدیث کی تاویل نہ بن آتی تو کہتے تھے تعجب ہے حضور ﷺ کہیں کچھ فرمادیتے ہیں کہیں کچھ فرمادیتے ہیں یہ کیا فرمادیا یہ نتائج ہیں آزادی کے۔

اس سے عار آتی ہے کہ ہم کسی کے محکوم کہے جاویں خیر صاحب انہیں مجتہدین کی محکومیت سے عار ہوگی ہمیں تو بہت سوں کے حکومت میں رہنا پسند ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی حکومت ہے ماں باپ کی بھی حکومت ہے شیخ طریقت کی بھی حکومت ہے یہ بات نفس کے چاہے خلاف ہو مگر یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ ہمارے اتنے مصلح ہیں نفس وشیطان ہمارا کچھ بھی نہیں کرسکتا بخلاف ان کے ائمہ کی حکومت میں سے تو نکل گئے اور شیطان کی حکومت میں آگئے ہم جن کے محکوم ہیں وہ سب ہمارے خیر خواہ ہیں اور یہ جس کی حکومت میں گئے وہ عدو مبین ہے۔ (۲) اپنی اصلاح کے لئے اپنے اوپر کسی کو بھی اعتماد نہ چاہئے۔ دیکھو حضرت عمرؓ جیسے مبصر نے اس شخص سے کیا کہا جس نے کہا تھا کہ اگر تم بگڑو تو ہم اس تلوار سے تم کو سیدھا کریں گے تو فرمایا تھا کہ الحمدللہ میں ایسی قوم میں ہوں جس میں میرے محافظ بہت سے موجود ہیں۔

بیعت مروجہ کی مصلحت

بیعت مروجہ میں یہی مصلحت ہے کہ جانبین کو خیال ہوجاتا ہے دونوں کو ایک دوسرے سے اعانت کی امید ہوتی ہے۔ ایک دیہاتی آدمی مجھ سے بیعت ہوا

(۱) اپنے گلہ میں سے تقلید کا پٹہ نکالدینا مجتہدین کو برا بھلا کہنے کا باعث بنتا ہے (۲) کھلا دشمن ہے۔

میں نے پوچھا بیعت کی تمہارے نزدیک کیا ضرورت ثابت ہوئی نماز روزہ تو بلا اس کے بھی کیا جاسکتا ہے۔ کہا میں بیعت اس واسطے ہوا ہوں کہ ویسے تو ذرا سستی بھی نماز روزہ میں ہوجاتی ہے بیعت سے ذرا خیال ہوجاتا ہے، کیا کام کی بات ہے۔

تقریر ابدالاعلام ختم ہوئی

اسی سفر میں اس تیسرے دن یعنی بتاریخ ۲۳/صفر ۱۳۳۵ھ بروز بدھ اسی مقام بڑہل گنج میں ایک مختصر سی تقریر اور ہوئی جس میں تقلید کی بحث ہے وہ بھی یہاں درج کی جاتی ہے۔

استیلاء کافر موجب ملک ہے

سوال: محکمہ تعلیم کے مصارف محکمہ جنگی سے پورے ہوتے ہیں تو محکمہ کی تعلیم تنخواہ حلال ہے یا نہیں۔ فرمایا استیلاء (۱) کافر موجب ملک ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہاں بھی مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کام آتا ہے۔ ایک انگریز نے لکھا ہے کہ سلطنت کسی کے فقہ پر نہیں چل سکتی سوائے فقہ حنفی کے، ایک سیاسی شخص کا یہ کہنا ضرور بڑے تجربے کی خبر دیتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب نظر ہے، دیکھئے امام صاحب کا قول ہے کہ آلات لہو کا (۲) توڑ ڈالنا واعظ کو یا کسی کو جائز نہیں اگر کوئی توڑ ڈالے تو ضمان لازم آئے گا، یہ کام سلطنت کا ہے وہ احتساب کرے اور توڑے پھوڑے اور سزا دے جو چاہے کرے دیکھئے اس میں کتنا امن ہے سوائے سلطان کے اور کسی کے احتساب کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ کام بند تو ہوتا نہیں جنگ وجدل وفتنہ ہوجاتا ہے اور باہمی منازعات بڑی دور تک پہنچ جاتے ہیں۔

علیٰ ہذا اقامت حدود سلطان ہی کے ساتھ ہیں، فقہ بڑی مشکل چیز ہے فقیہ کو

(۱) کافر کا مسلمان کی زمین پر اس کے ہجرت کر جانے کی بنا پر قبضہ کر لینا (۲) کھیل تماشے گانے بجانے کے آلات۔

جامع ہونا چاہئے فقیہ بھی ہو محدث بھی ہو متکلم بھی ہو، سیاسی دماغ بھی رکھتا ہو، بلکہ کہیں کہیں طب کی بھی ضرورت ہے، بعضے امور میں تشریح کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ فقہ مشکل چیز ہے مگر آج کل بعض لوگوں نے اس کی کیا قدر کی ہے کہ فقہاء پر سب وشتم (۱) کرتے ہیں یہ گروہ نہایت درجہ مفسد ہے (۲) یہ لوگ جان جان کر فساد کرتے ہیں اور اشتعال دلاتے ہیں بعض وقت تو ذراسی بات میں بڑا فتنہ ہو جاتا ہے۔

غیر مقلدین کی آمین

ایک شخص نے کہا حضور ہاں ایک جگہ مقلدین کی جماعت میں ایک غیر مقلد آگیا اور آمین زور سے کہی تو اس پر بڑا فساد ہوا اور پولیس تک نوبت پہنچی اور مقدمہ کو بڑا طول ہوا فرمایا حضرت والا نے اس پر جنگ وجدل کرنا ہے تو زیادتی لیکن تجربہ سے ثابت ہے کہ عمل کچھ ہو مگر جس نیت سے کیا جاوے اس کا اثر ضرور ہوتا ہے اگر اس نے خلوص سے اور عمل بالسنّت کی نیت سے کیا ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی غیر مقلدین کی آمین اکثر صرف شورش اور مقلدین کے چڑانے کے لئے ہوتی ہے میرے بھائی محمد مظہر نے قنوج میں غیر مقلدین کی آمین سن کر کہا آمین تو دعا ہے اس میں خشوع کی شان ہونی چاہئے اور ان لوگوں کے لہجہ میں خشوع کی شان نہیں ہے خود سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی کو چھیڑتے ہوں اس نے عرض کیا کہ یہ واقعہ بات ہے مقدمہ مذکور جب پولیس میں پہنچا تو ایک ہندو تھانیدار اس کی تحقیقات پر تعینات ہوا وہ بہت سمجھ دار تھا اس نے فساد کا الزام غیر مقلد ہی پر رکھا اور رپورٹ میں لکھا کہ یہ لوگ شورش پسند ہیں اور بلاوجہ اشتعال دلاتے ہیں اور آمین صرف فساد اٹھانے کے لئے کہتے ہیں اس پر غیر مقلدین نے بڑا غل (۳) مچایا اور کہا کہ آمین مکہ مکرمہ میں بھی ہوتی ہے داروغہ نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں آمین خدا کی یاد کے لئے ہوتی ہوگی دنگے کے لئے نہ ہوتی ہوگی یہاں دنگے کے

(۱) گالم گلوچ کرتے ہیں (۲) سب سے زیادہ فسادی ہے (۳) شور مچایا۔

لئے ہے فرمایا میرا شریک حجرہ ایک لڑکا بیان کرتا تھا کہ ایسے ہی ہے۔

آمین کی تین قسمیں

ایک موقع پر ایک انگریز نے تحقیقات کی اور آخیر میں گویا تمام واقعہ کا فوٹو کھینچ دیا اور کہا آمین تین قسم کی ہیں۔ ایک آمین بالجہر (۱) اور اہل اسلام کے ایک فرقہ کا وہ مذہب ہے اور حدیثیں بھی اس کے ثبوت میں موجود ہیں اور ایک آمین بالسر (۲) ہے اور وہ بھی ایک فرقہ کا مذہب ہے اور حدیثوں میں موجود ہے اور تیسرے آمین بالشر ہے (۳) ہے جو آج کل کے لوگ کہتے ہیں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بالحدیث

اس شخص نے بیان کیا کہ ہندو داروغہ کے سامنے غیر مقلدوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کیا کہ امام صاحب قائل ہیں کہ اگر کوئی محرم عورت سے نکاح کرے اور وطی کرے تو اس پر حد واجب نہیں یہ کیسی غلطی ہے۔ فرمایا حضرت والا نے اسی مسئلہ میں امام صاحب پر فدا ہوجانا چاہئے اس کے بیان کے لئے دو مقدموں کی ضرورت ہے ایک یہ کہ حدیث میں ادرؤ الحدود بالشبہات (۴) ایک مقدمہ یہ ہوا اور دوسرا یہ کہ شبہ کس کو کہتے ہیں مشابہ حقیقت کو اور مشابہت کے لئے کوئی وجہ شبہ ہوتی ہے اور اس کے مراتب مختلف ہیں کبھی مشابہت قوی ہوتی ہے اور کبھی ضعیف امام صاحب نے حدود کے ساقط کرنے کے لئے ادنیٰ درجہ کی مشابہت کو بھی معتبر مانا ہے (۵) اور صرف نکاح کی صورت پیدا ہوجانے سے کہ باوجود حقیقت نکاح نہ ہونے کے مشابہ تو نکاح کی ہے حد کو ساقط

(۱) زور سے آمین کہنا (۲) آہستہ آمین کہنا (۳) شرارت کے طور پر آمین کہنا (۴) شبہ پیدا ہونے کی بنا پر حد ساقط ہوجاتی ہے (۵) معمولی مشابہت کا بھی اعتبار کیا ہے۔

کردیا انصاف کرنا چاہئے کہ یہ کس درجہ عمل بالحدیث ہے بات یہ ہے کہ ایک صحیح معنی کو برے اور مہیب الفاظ کی صورت پہنادی گئی ہے اس فتوے کی حقیقت تو غایت درجہ کا اتباع حدیث ہے لیکن اس کو بیان اس طرح کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ امام صاحب نے نکاح بالمحرمات کو چنداں برا نہیں سمجھا اس کے سوا اور بھی چند مسائل اسی طرح بری صورت سے بیان کرکے اعتراض کئے جاتے ہیں مسئلہ مذکور پر اعتراض جب تھا کہ اس پر امام صاحب کوئی زجرواحتساب تجویز نہ کرتے ایسے موقعوں پر جہاں حد کو فقہاء ساقط کرتے ہیں تعزیر کا حکم دیتے ہیں ایسے مواقع تمام ائمہ کے نزدیک بہت سے ہیں کہ شبہ سے حد ساقط ہوگئی آخر حدیث (۱) ادرؤا الحدود بالشبہات کی تعمیل کہیں تو ہوگی اور کوئی موقع تو ہوگا، جہاں اس کو کرکے دکھایا جاوے، کیا غضب ہے جو شخص حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر مقدم رکھے وہ کس قدر عامل بالحدیث ہے فدا ہوجانا ایسے شخص پر تعجب ہے کہ امام مالک صاحب خبر واحد پر بھی قیاس کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کو لوگ عامل بالحدیث کہتے ہیں اور امام صاحب حدیث ضعیف پر بھی قیاس کو مقدم نہیں رکھتے اور ان کو تارک حدیث کہا جاتا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

(۱) شرح صحیح بخاری، لابن بطال: ۳۰۲/۵۔

خلیل احمد تھانوی